

درد کا رشتہ

ہارون الرشید

27 اکتوبر 2010 روزنامہ جنگ لاہور

بار بار پوچھا گیا، کیا پاکستان میں افلاس کا خاتمہ ممکن ہے؟ لیجئے بالآخر اس سوال کا ایک مطمئن کردینے والا جواب موجود ہے۔ ہزاروں کوڈاکٹر امجد ثاقب آباد کرچکے۔ چند لاکھ پاکستانی مددگار ہوں تو باقیوں کو وہ انشاء اللہ کر دیں گے۔ بخدا اقبال نے سچ کہا تھا، جہاں کہیں دنیا میں روشنی ہے، وہ مصطفیٰ ﷺ کے طفیل ہے یا ان کی تلاش میں۔ ڈاکٹر امجد ثاقب نے ایک خیال کو سرکاری حیات سے تھاما اور تھامے رکھا تو ایک چمن کھل اٹھا۔ ہرگز رتے دن کے ساتھ فروغ پذیر۔ قرآن مجید کی اصطلاح میں، تہہ در تہہ باغ۔ نو برس پہلے، دس ہزار روپے سے آغاز ہوا۔ 75 ہزار خاندانوں کو بلا سود قرض کے کراپنے پاؤں پر وہ کھڑا کر چکے۔ سیلاب میں سب سے زیادہ متاثر، ضلع راجن پور کے دس ہزار خاندانوں کی ذمہ داری انہوں نے لی ہے۔ اقتصادیات کے ایک طالب علم نے کہا، جو انداز ڈاکٹر صاحب نے اختیار کیا ہے، بھوک اور اذیت کی ماری دنیا میں وہ ایک انقلاب برپا کر سکتا ہے۔

”یہ میرا خیال نہیں“ ڈاکٹر امجد ثاقب نے کہا، میثاق مدینہ کے ہنگام 73 خاندانوں کو سرکار نے 73 خاندانوں کے سپرد کیا تھا۔ عالی مرتبت نے اسے ”مواخاۃ“ کہا تھا۔۔۔ بھائی چارہ۔ وہیں سے ہم نے ”اخوت“ کا نام تراشا۔ کوئی حکومت، کوئی این جی او ہماری پشت پر نہیں لیکن عطیات ہیں کہ چلے آتے ہیں۔ پھر یہ شعر پڑھا

بڑا ہے درد کا رشتہ یہ دل غریب سہی

تمہارے نام پر آئیں گے غم گسار چلے

اخوت کے پمفلٹ میں منیر نیازی کا ایک توصیفی جملہ درج ہے۔ انہی کا ایک شعر یہ ہے

فروغ اسم محمد ہو، بستوں میں منیر

قدیم یاد نئے مسکنوں سے پیدا ہو

ڈاکٹر امجد ثاقب، سرکار کا ایک قول دہرایا کرتے ہیں، صدقے کی دس نیکیاں ہیں اور قرض حسنہ کی

اٹھارہ۔ صدقہ صرف ہو جاتا ہے لیکن قرض ذمہ داری کا احساس پیدا کرتا ہے اور گاہے زندگی بدل ڈالتا ہے۔ ایک حیران کن انکشاف انہوں نے یہ کیا کہ سال گزشتہ کے دوران ان غرباء نے جنہیں دس سے تیس ہزار کے قرض دیئے گئے ادائیگی کے علاوہ دو کروڑ روپے کے عطیات دیئے۔

سلیم احمد رانجھانے انکشاف کیا کہ گزشتہ برس وہ قاہرہ کی ایک بین الاقوامی کانفرنس میں تھے۔ ”اخوت“ کے بارے میں انہوں نے بتایا تو اکثر کو یقین نہ آتا تھا۔ صلاح الدین ایوبی کے قلعے میں ٹہلتے ہوئے، تب ایک مصری نے اچانک یہ کہا، یہ قابل فہم تو نہیں کہ ہر سال ہزاروں لوگوں کو بلا سود قرضے دیئے جائیں اور وہ سب کے سب امانت داری کے ساتھ واپس کر دیں۔ ایک بات مگر مجھے یقین دلاتی ہے۔ بچپن میں، اپنے گاؤں میں ہم سنا کرتے کہ پاکستان نام کا ایک ملک وجود میں آیا ہے، جس کے طفیل، امت کا ادب و ختم ہو گا۔ دانشوروں سے پوچھئے۔ ابھی ابھی ایک جوان سال صحافی سے اس نے کہا تھا، تین باتیں یاد رکھنا۔ ٹی وی اور اخبار میں اللہ، رسول کا نام کبھی نہ لینا۔ بھارت بہت طاقتور ہے اس کے سائے میں ہمیں جینا ہے اور افواج پاکستان سے بھلائی کی کبھی امید نہ رکھنا۔

منحصر مرنے پہ ہو، جس کی امید

ناامیدی، اس کی دیکھا چاہئے

راولپنڈی میں اخوت کے نگران کرنل امان اللہ نے بتایا کہ اس ضلع میں ساڑھے آٹھ کروڑ کے قرضے جاری کئے گئے اور ان میں سے چھ کروڑ واپس آچکے۔ دھان پان سی ایک برطانوی لڑکی اپنے شوہر کے ساتھ تقریب میں شامل تھی۔ خاتون کا تجسس اسے کھینچ لایا تھا کہ آخر یہ کس طرح ممکن ہے۔ اس ملک میں، شب و روز دنیا بھر میں جسے بدنام کیا جاتا ہے، ایسے ایثار کیش قرض خواہ اور ایسے امانت دار مقروض۔ ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ سابق برطانوی وزیراعظم ٹونی بلیر کی حال ہی میں مسلمان ہونے والی خواہر نسبتی کی ایک قریبی رشتہ دار پچھلے دنوں اسی تجسس میں لاہور آئیں۔ حیرت زدہ اور مبہوت، وہ دوسو پاؤنڈ کا عطیہ دے کر گئیں۔ ووٹ ہٹانے کے لالچ میں شروع کیے گئے، بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام اور پنجاب حکومت کے منصوبوں پر اٹھنے والے ایک سو ارب روپے، اگر ”اخوت“ کو دے دیئے جائیں؟

شعبہ باز، ابن الوقت اور مفاد پرست سیاستدان لیکن یہ کیسے کریں۔ قوم کو وہ توقعات دلاتے، خود ترجیحی میں مبتلا کرتے اور بھکاری بناتے ہیں۔ ڈاکٹر امجد ثاقب نے تب اپنی ہمیشہ کی سادگی سے بتایا کہ میاں محمد نواز شریف اور شہباز شریف ان سے رابطے میں رہتے ہیں اور کچھ اعانت کیا کرتے ہیں۔ پھر ایک چونکا دینے والی بات، اخوت کا ایک منصوبہ ہے، گردنیں چھڑانے کا Liberation Loans۔ جو سودی قرضوں میں جکڑے گئے اور عبرت کی مثال بن گئے۔ ایک صاحب نے 1995 میں 80 ہزار لئے تھے اور 2004 تک ساڑھے چار لاکھ ادا کرنے کے باوجود مقروض تھے، بے شمار دوسرے بھی۔ ان میں سے کچھ کہانیاں مرتب کر لی گئی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے اچانک مجھے مخاطب کیا اور کہا، آپ اس کتاب کا دیباچہ لکھئے۔ ”دیباچہ؟“ میں نے سوچا، یہ پوری کتاب ہی مجھے لکھنی چاہیے تھی کہ اس بے مصرف زندگی کے کچھ ایام شاید بامعنی ہو جاتے۔ بتایا کہ اب تک ایسے دو ہزار خاندانوں کو رہائی دلائی جا چکی۔ ایک اور منصوبہ خصوصی شہریوں کی خدمت میں مخصوص ہے۔ جن کے قلب و جگر سلامت ہیں، اگرچہ ہاتھ پاؤں میں نقص ہو۔ اس طرح کے 972 افراد کو غیر سود قرضے دے کر برسر روزگار کر دیا گیا۔ ان میں سے بعض اب عطیہ دہندگان میں شامل ہیں۔ ڈاکٹر امجد ثاقب ایک اور طرح کے آدمی ہیں۔ جوشِ خطابت، نہ کوئی دعویٰ۔ بہت منکسر لہجہ۔ نرمی، عاجزی اور رसान سے وہ بات کرتے اور دل میں گھر بنا لیتے ہیں۔

کب نکلتا ہے کوئی دل میں اتر جانے کے بعد

اس گلی میں دوسری جانب کوئی رستہ نہیں

بنگلہ دیش کے ڈاکٹر یونس کا ذکر بہت ہوتا ہے کہ لاکھوں خاندانوں کو قرض دے کر برسر روزگار کیا۔ ڈاکٹر امجد ثاقب کا کارنامہ کہیں بڑا ہے۔ وہ 39 فیصد تک سود لیتے ہیں، یہ بلا سود۔ کام کاج بیشتر رضا کاروں کے ذمے۔ نوبل پرائز؟ اورنگ زیب عالمگیر ک ایک رفیق یاد آیا۔ جاگیر عطا ہوئی تو شاہی فرمان پر اس نے لکھا ”کم ہے“ دو گنا، پھر چونگنا مگر انکار بادشاہ نے پوچھا، کس قدر درکار ہے؟ ”بہشت بریں“ اس نے کہا ”بادشاہ سلامت، میں اخروی نجات کا طالب ہوں، اگر آپ وعدہ کر سکیں“ سچی خدمت کا اجر بے حساب ہے۔ اللہ کو عطا کرنا ہے اور اس سے بڑھ کر کون عطا کرنے والا ہے۔ بہت سے لوگ بار بار پتہ مجھ سے پوچھتے تھے، لیجئے میں لکھ رہا

ہوں "Akhuwat Awami Pool" Account no.0222-0100172932
Meezan bank. Swift Code:Meznpkkaxx۔ ڈاکٹر صاحب کا ذاتی فون
نمبر یہ ہے: 0300-8420495۔ کیا پاکستان سے افلاس کا خاتمہ ممکن ہے؟ آج بالآخر اس
سوال کا جواب موجود ہے۔ دس لاکھ ثروت مند پاکستانی دس لاکھ کو آباد کر سکتے ہیں۔ اگلے تین
عشروں میں یہ رقم تین چار کروڑ خاندانوں کو بحال کر سکتی ہے کہ قابل واپسی ہے۔ بس اتنا ہی چیلنج
ہے۔ رہے سیاست کار تو ان شعبہ بازوں سے کیا امید؟ ڈاکٹر باہر اعوان اور ”ڈاکٹر“ پرویز الہی
سے کیا امید؟